Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | بدھ ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ، ۲۱ امان ۱۳۶۹ ہش، ۲۱ مارچ ۱۹۹۰ء | نمبر ۶۶

مغربی جرمنی کی جماعت کا خصوصی تذکرہ

حضور ایدہ اللہ نے مغربی جرمنی کی جماعت کی مالی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا،

"ایسی عظیم الشان قربانی کرنیوالی جماعت ہے کہ دل دیکھ کر عش عش کر اُٹھتا ہے۔ وہاں مَیں نے ۱۰۰ (بیوت الذکر) کی تحریک کی تھی اور مَیں جانتا ہوں کہ جرمنی کے اکثر نوجوان غریب ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو "سوشیال" کہلاتی ہے۔ اس پر پل رہے ہیں۔ لیکن اس حیرت انگیز جذبے کے ساتھ انہوں نے لبیک کہا ہے کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے"

(الفضل ۸ مارچ ۱۹۹۰ء صـ۵)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"پس جہاں تک تم سے ہو سکتا ہے۔ اس اقرار اور عہد کی رعایت کرو۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہو۔ پھر اس اقرار پر قائم اور مضبوط رہنے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو وہ یقیناً تمہیں تسلّی اور اطمینان دے گا اور تمہیں ثابت قدم کرے گا کیونکہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے اُسے دیا جاتا ہے مَیں جانتا ہوں کہ تم میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے واسطے قسم قسم کے ابتلاء اور مشکلات پیش آئیں گے۔ لیکن مَیں کیا کروں یہ ابتلاء نئے نہیں۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور کوئی اس کی طرف جاتا ہے تو اس کے واسطے ضرور ہے کہ ابتلاؤں میں سے ہو کر گزرے۔ دنیا اور اس کے رشتے عارضی اور فانی ہیں مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تو ہمیشہ کے لیے معاملہ پڑتا ہے پھر اس سے آدمی کیوں بگاڑے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صـ۲۳۶)

سچائی کے نتیجہ میں ہی سائنس نے ترقی کی ہے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"مَیں پہلے بھی بار بار یہ اظہار کر چکا ہوں کہ اگر احمدی دیانتداری اور تقویٰ کے معیار کو بلند کرے اور جس جگہ بھی وہ متعین ہے وہاں اپنے فن میں دیانتداری کا مظاہرہ کرے اور اپنے انتظام میں دیانتداری کو مدِّنظر رکھے تو اس سے بھی اس کو ایک جلا ملے گی۔ کیونکہ تقویٰ سے ایک نور پیدا ہوتا ہے۔ تقویٰ ہی روشنی کا دوسرا نام ہے۔ تقویٰ کے نتیجہ میں انسانی قویٰ میں عدل پیدا ہوتا ہے اور نشوونما کے لئے قویٰ کا عدل ضروری ہے۔ سچائی اور انصاف کو ہم تقویٰ بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان کا نام عدل بھی ہے۔ اور جب بھی کوئی نظام اعتدال پر آجائے تو اس میں نشوونما کی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ سچائی کے نتیجہ ہی میں سائنس نے ترقی کی ہے۔ جھوٹا دماغ سائنس میں ترقی نہیں کر سکتا۔ سائنس کی بنیاد اور سائنسی ترقی کے دروازہ میں داخل ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ انسان دنیا کے پیمانے میں متقی ہو جائے۔ دنیا کے پیمانے میں متقی کی تعریف بعض پہلوؤں سے تو مختلف ہوتی ہے لیکن بنیادی طور پر وہی ہے جو عام طور پر سمجھی جاتی ہے یعنی انسان سچ بولے۔ وہ خوش فہمیوں میں مبتلا نہ ہو۔ تصورات کی دنیا میں نہ رہے۔ کہانیوں میں بستا نہ ہو۔ بلکہ واقعات اور سچائیاں اس کی انگلی پکڑ کر جس طرف لے جائیں خواہ طبیعت چاہے یا نہ چاہے وہ اس طرف چلا جائے۔ یہ عام انسانی تقویٰ کی تعریف ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اسی تعریف کو بالآخر ہدایت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں تقویٰ کی جو پہلی تعریف ملتی ہے وہ یہی ہے نہ صرف وقت کے لحاظ سے اور CHAPTERS کے لحاظ سے یہ پہلی ہے بلکہ اپنے مقام کے لحاظ سے بھی پہلی ہے۔ یہ ایسی تعریف ہے جو تمام انسانوں کے درمیان مشترک ہے"

(احمدی آرکیٹیکٹس سے خطاب فرمودہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۲ء)

○ مکرم رشید احمد بھٹی صاحب ابن حضرت مولانا محمد یار عارف صاحب ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو صبح چار بجے بوجہ حرکت قلب بند ہو جانے کے انتقال فرما گئے۔ ان کی عمر ۶۲ سال تھی۔ موصوف کی نماز جنازہ اسی روز شام کو بعد از نماز مغرب بیت المہدی میں محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے پڑھائی۔ جس کے بعد عام قبرستان نمبر ۱ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مولوی صاحب موصوف نے ہی دُعا کرائی۔

مکرم رشید بھٹی صاحب موصوف نے اپنی یادگار بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی پیچھے چھوڑے ہیں۔

○ مکرم سلیم احمد صاحب شاہد قائد خدام الاحمدیہ اسلام آباد (شرقی) کی اہلیہ محترمہ رضیہ سلیم صاحبہ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۹۰ء بروز اتوار فیصل آباد کے ایک ہسپتال میں وفات پا گئیں۔ موصوفہ کا ۲۳ جنوری ۱۹۹۰ء کو پیٹ میں رسولی کا اپریشن ہوا تھا۔ اپریشن کے بعد گھر تشریف لے آئی تھیں۔ کہ ۷ مارچ کو معدے میں تکلیف ہوئی۔ دوبارہ ہسپتال داخل کر دیا گیا اور چار دن کے بعد مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔ موصوفہ گورنمنٹ مڈل سکول دارالیمن غربی ربوہ میں ٹیچر تھیں۔ ان کی نماز جنازہ مکرم سید بشیر احمد شاہ صاحب صدر محلہ دارالنصر شرقی نے پڑھائی۔

○ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ زوجہ مکرم غلام رسول صاحب ادرحماں میں لمبی علالت کے بعد ۹ مارچ بروز جمعۃ المبارک اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

موصوفہ بوقت وفات تقریباً ۸۵ سال کی تھیں۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

قارئین الفضل سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کی اولاد اور جملہ متعلقین کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے بچوں کو نماز کی عادت ڈالیں اور نماز کا ترجمہ بھی یاد کرائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱ امان ۱۳۶۹ ہش ۲۱ مارچ ۱۹۹۰ء

ترقی کی راہ

ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کے عوام متحد ہوں مسلمان متحد ہوں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان متحد ہوں ۔ اس کے سوا ان کی ترقی کی اور کوئی راہ نہیں ہے ۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ وہ آپس میں بٹے ہوئے بھی ہوں اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن بھی رہیں ۔ اگر وہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں ترقی کی کوئی منازل طے کر بھی لیں تو نہ یہ سارے مسلمانوں کی مجموعی ترقی کہلا سکے گی اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو متاثر کر سکے گی ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ یک جان ہو کر ۔ ملک ملک میں متحد ہوں اور ساری دنیا میں بھی اتحاد کی روح کو قائم رکھیں ۔ دشمن طاقتور بھی ہے اور متحد بھی ۔ اور جب بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے اس کے خلاف دنیا کے دوسرے لوگ یوں خاموش رہتے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ۔ لیبیا کے رابطہ پلانٹ پر حملے ہی کو لے لیجے ۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر کتنے لوگ ہیں جنہوں نے اس کی مذمت کی ہو ۔ اور وہ مذمت کریں بھی کیوں جب انہیں کے کسی بھائی بند نے یہ "کارنامہ" انجام دیا ہے ۔

لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کی مساجد جلا رہے ہیں ۔ ایک دوسرے کی مساجد میں رکھے ہوئے قرآن کریم نذرِ آتش کر رہے ہیں ۔ جھنگ کی حالیہ مثالیں ہمارے سامنے ہیں ۔ آج ہی (۱۹-۳) کی خبر ہے کہ " جھنگ میں ایک اور مسجد کو آگ لگا دی گئی ۔ مشتعل افراد نے دس دکانیں جلا دیں ۔ گھروں کی چھتوں سے فائرنگ کی آوازیں آتی رہیں ۔ شہر میں دوسرے روز بھی ہڑتال ، ٹریفک بند رہی "۔ جن کی مسجدیں ہیں وہ بھی مسلمان اور جو جلا رہے ہیں وہ بھی مسلمان ۔ جو فائرنگ کر رہے ہیں وہ بھی مسلمان اور جن پر فائرنگ ہو رہی ہے وہ بھی مسلمان ۔

دراصل بات یہ ہے کہ جب تک لوگ اپنے آپ کو دوسروں کے اسلام کا ٹھیکیدار سمجھتے رہیں گے اور اپنے اسلام کی پرواہ نہیں کریں گے اس وقت تک یہی حالت جاری رہے گی ۔ اور مسلمانوں کے اتحاد اور ترقی کی راہ میں روڑے اٹکتے رہیں گے ۔ اور دیواریں کھڑی ہوتی رہیں گی ۔ کوئی کہتا ہے ذکری مسلمان نہیں ہیں کوئی کہتا ہے شیعہ مسلمان نہیں ہیں ۔ کوئی کسی اور کا نام لیتا ہے اور کوئی اس سے بھی کسی اور کا نام لیتا ہے ۔ کافر کہہ لینا بالکل اور بات ہے اور اسلام کے دائرے ہی سے خارج کر دینا بالکل اور بات ۔ لیکن اس پر غور کون کرے ۔ کب تک لوگ لوگوں کو اسلام کے دائرے سے خارج کرتے رہیں گے

خُلق سے خلقِ خدا کو رام کر
پیار سے مل جل کے سارے کام کر
دبدبہ کا ہے دباؤ عارضی
یوں نہ اپنے آپ کو بدنام کر

ابوالاقبال

طالبِ دید کے ابھی ہوش بجا نہیں ہوئے

کس نے کہا وہ بام پر جلوہ نما نہیں ہوئے
طالبِ دید کے ابھی ہوش بجا نہیں ہوئے

ربِّ عباد کے حقوق لائیں گے کس طرح بجا
اپنے ہی نفس کے حقوق جن سے ادا نہیں ہوئے

دشمنوں سے کرینگے وہ حسنِ سلوک خاک کیا
اپنے جو آشناؤں کے آشنا نہیں ہوئے

کشتیٔ دیں جب آئی ہے موجِ بلائے کفر میں
نوحِ نبی کے ماسوا ناخدا نہیں ہوئے

بندۂ حق کھڑا ہوا جب کبھی حق کے نام پر
کون سے عقدے ہیں کہ تنویر جو وا نہیں ہوئے

روشن دین تنویر

فضلِ عمر ہسپتال میں خالی اسامیاں

۱۔ میل ۔ فی میل نرسز ۱۹۶۰ - ۴۹ - ۹۸۰
۲۔ اپریشن روم اسسٹنٹ ۱۵۴۶ - ۳۶ - ۸۲۶

نوٹ :۔ صدر انجمن احمدیہ کے مقرر کردہ الاؤنس کے علاوہ دیگر مراعات امداد گندم + امداد موسم سرما + علاج معالجہ کی سہولت فری دی جائے گی + لیاقت و قابلیت کے مطابق اضافی ترقی کی سفارش بھی کی جائے گی ۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

چوہدری عبداللہ خان صاحب

چوہدری عبداللہ خان صاحب کی بیماری کے ایام میں مجھے ایک بات کا علم ہوا جو میرے نزدیک ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس مختصر نوٹ میں وہ بات بھی ریکارڈ میں آجائے اور ضمناً میں آپ کے بارے میں خود اپنے چند تاثرات بھی اس موقع پر قلمبند کر دوں۔

ہر انسان میں کوئی نہ کوئی وصف ایسا ہوتا ہے جو اسے دوسروں سے نمایاں کر دیتا ہے اور اس کی شخصیت کا گویا ایک مرکزی نقطہ ہوتا ہے۔ چوہدری صاحب کی شخصیت میں نمایاں خصوصیت حضرت فضل عمر کے لئے والہانہ عشق اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے غیر معمولی غیرت ایثار اور قربانی تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ چیزیں انکی روح کی غذا تھیں اور یہ عجیب بات ہے کہ یہی اوصاف انکے والد محترم حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کے چاروں بیٹوں میں علی قدر مراتب نمایاں نظر آتے ہیں۔ یہ چاروں بھائی سلسلہ کے لئے غیر معمولی غیرت ، ایثار اور قربانی کا جذبہ رکھتے رہے ہیں۔ اور انہیں حضرت فضل عمر کی ذات سے نہایت گہرا اور دلی لگاؤ رہا ہے۔ اس خاندان کی عجیب خوش قسمتی ہے جو ان کے والدین کے لئے یقیناً بے پناہ روحانی سرور اور درجات کی بلندی کا موجب ہوتی ہوگی کہ یہ چاروں بھائی خادم دین رہے ہیں اور مختلف مقامات پر جہاں بھی رہے ہیں امارت سلسلہ کے عہدہ پر سرفراز اور دین کے لئے غیرت اور قربانی کے مقام پر فائز رہے ہیں۔

مجھے چوہدری عبداللہ خاں صاحب سے ملاقات کا سینکڑوں دفعہ موقع ملا ہے۔ وہ بے حد محبت سے ملتے تھے جو بعض مرتبہ ایسا رنگ اختیار کر لیتی تھی جو مجھ جیسے گناہ گار انسان کے لئے ندامت کا موجب ہوتا تھا لیکن سب ملاقاتوں میں جس واقعہ نے مجھ پر دائمی اثر چھوڑا وہ ایک جلسہ سالانہ کے ایام کا واقعہ ہے۔ ہم دونوں حضرت فضل عمر کی افتتاحی تقریر سننے کے لئے عام مجمع میں زمین پر بیٹھے تھے۔ چوہدری صاحب کی ٹانگ کو تکلیف تھی اور میرے اندازہ کے مطابق وہ اس جگہ کافی تکلیف میں بیٹھے تھے کہ کسی نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دو دعائیہ نظموں میں سے ایک نظم جو اپنی اولاد کے لئے دعاؤں پر مشتمل ہے خوش الحانی سے پڑھنی شروع کی۔ اسوقت چوہدری صاحب کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری تھے مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کا سارا جسم گویا مجسم دعا بن رہا ہے۔ اس واقعہ کو شاید سات آٹھ سال ہو گئے ہیں لیکن میں اب بھی جب چوہدری صاحب کے متعلق کبھی سوچتا ہوں تو سب سے پہلا منظر جو میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے وہ یہی واقعہ ہے۔ ان کے انداز میں کچھ اس قسم کا عشق اور خلوص تھا کہ بیان سے باہر ہے۔

چوہدری صاحب کو خدا کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت سی خدمات کا موقع ملا لیکن اس لمبی خدمت میں غالباً سب سے نمایاں اور عظیم تر واقعہ حضرت فضل عمر کی ۱۹۵۵ء کی شدید بیماری کے سلسلہ میں یورپ میں علاج کے لئے جانے کی تحریک اور جماعت کراچی کی کامیاب تنظیم ہے۔ چوہدری صاحب نے کراچی کی جماعت کی قیادت کو گویا ایک کس مپرسی کی حالت میں پایا اور اپنی انتھک کوشش اخلاص، قربانی اور تنظیمی قابلیت سے اسے ایسے مقام پر پہنچا دیا جو دوسری جماعتوں کے لئے مشعل راہ اور رشک کا باعث ہے۔

میں دوسری باتوں میں کھو گیا۔ لیکن اس نوٹ کے لکھنے کا اصل باعث ایک فقرہ تھا جو حضرت فضل عمر نے اپنی گھر کی ایک پرائیویٹ مجلس میں ایک روز فرمایا۔ گھر کی مستورات میں سے کسی نے حضرت صاحب کی خدمت میں خاندان کی ایک لڑکی کے بارے میں جس کا حضور کے ساتھ بڑا قریبی رشتہ ہے اور اس کے والد بزرگوار کی وفات کے بعد گویا حضور کو ہی اسکے متعلق مربی اور والد کی حیثیت حاصل ہے۔ عرض کیا کہ اس کا معاملہ لٹک رہا ہے۔ آپ جلدی کچھ فیصلہ فرما دیں۔ حضور نے خفگی کے رنگ میں فرمایا کہ چوہدری عبداللہ خانصاحب زیادہ بیمار ہیں۔ مجھے چوہدری صاحب کی زندگی اس لڑکی سے زیادہ پیاری ہے۔ اس لئے میں انکی بیماری کے دوران میں کوئی ایسا فیصلہ کرنا نہیں چاہتا جو ان کے لئے تکلیف کا باعث بنے۔ یہ بظاہر ایک چھوٹی سی بات ہے۔ لیکن خود حضرت فضل عمر کے مقام امامت اور حضور کے دل میں چوہدری صاحب کی خدمات سلسلہ کے بارہ میں قدر دانی پر بے حد روشنی ڈالتی ہے۔ یہ بات کسی کو سنانے کیلئے نہیں کہی گئی بلکہ گھر کی ایک نجی مجلس میں کہی گئی۔ اور ایسے حالات میں کہی گئی۔ جو خود لڑکی والوں کے لئے ایک گونا دکھ کا رنگ رکھتا تھا لیکن ان حالات کے باوجود حضور نے یہ بات کہی اور صرف اس لئے کہی کہ حضور کے نزدیک روحانی اولاد کا مقام جسمانی اولاد سے بالاتر اور قریب تر ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ چوہدری صاحب کو اپنی رضا اور قرب کا مقام عطا فرمائے۔ اور ان کی اولاد کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کو سلسلہ کی خدمت اور غیرت میں اس مقام پر برقرار رکھے جس پر اس خاندان کی پہلی دو نسلیں ایک امتیازی اور خصوصی شان سے قائم رہی ہیں۔ (الفضل ۲۶ جولائی ۱۹۵۹ء)

مکرم مسعود احمد صاحب خورشید لکھتے ہیں

خاکسار دسمبر ۱۹۵۶ء میں لاہور سے کاروباری سلسلہ میں مستقل طور پر کراچی آیا اور محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ان کی انتظامی قابلیت۔ حسن تدبر، خلوص و محبت، پر وقار شخصیت اور سلسلہ احمدیہ سے گہری وابستگی نے ہر احمدی کو ان کا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ جب حضرت فضل عمر نے وقف جدید کی تحریک جاری فرمائی تو ان دنوں چوہدری صاحب کا تبادلہ حیدر آباد سندھ ہو گیا تھا اور مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے ان کے اعزاز میں شیزان ہوٹل میں ٹی پارٹی دی۔ دعوت کے اختتام پر چوہدری صاحب نے مجھے ایک طرف علیحدہ لے جاکر دریافت فرمایا کہ آپ نے وقف جدید میں کتنے حصے لئے ہیں میں نے بتلایا کہ ۵۰ حصص لئے ہیں۔ فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ آپ زیادہ قربانی کریں اور مزید حصے لیں۔ چنانچہ میں نے ۵۰ حصص بڑھا دینے کا وعدہ کیا جس پر بے حد خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے آپ سے یہی توقع تھی۔ اس کے علاوہ بھی کئی مواقع پر مجھے علیحدگی میں بعض خدمات کے لئے تحریک فرمائی جس سے ظاہر ہے کہ چوہدری صاحب جماعت کے افراد کو دینی کاموں میں حصہ لینے کے لئے انفرادی طور پر ترغیب دلاتے رہتے تھے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی ذات بابرکات سے خاص وابستگی تھی۔ حضور پُرنور کی کراچی تشریف آوری کے ایام میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ بلکہ دفتر سے آنے کے بعد تمام وقت حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی قیام گاہ پر گذارتے۔ اپنی بیماری اور تکلیف کے باوجود حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کا خود سٹیشن پر استقبال کرتے۔ اور حضور کی واپسی کے وقت بھی سٹیشن پر جاکر گاڑی کی روانگی کے وقت تک موجود رہتے۔

حضور پُرنور کی بیماری کی وجہ سے انہیں سخت فکر اور تشویش رہتی۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ذات والا صفات کے لئے دعا اور صدقہ کی تحریک کے سلسلہ میں جماعت کو نصیحت کرتے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کے غم اور فکر کی وجہ سے بیمار ہوتے ہیں۔ لہٰذا جماعت کا فرض ہے کہ جس طرح حضور دن رات سلسلہ کے لئے اور جماعت کے لئے کام کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی دن رات حضور کی صحت کے لئے دعا کرے۔

خدمتِ دین کا جذبہ

دین کی خدمت کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ باوجود اس کے کہ اُن کی طبیعت ناساز ہوتی اکثر اوقات خود خطبہ جمعہ پڑھاتے۔ اور جماعت کو خطبات میں چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے۔ نیکی کے کام انجام دینے اور نظام جماعت کو بہتر بنانے میں ممد و معاون بننے کے لئے مؤثر تحریک کرتے۔ ایک خطبہ میں فرمایا کہ میں جب تک خود کسی چندہ میں حصہ نہ لے لوں۔ کسی کو اس چندہ کی تحریک نہیں کرتا۔

کراچی کے خدام الاحمدیہ کی تربیت کا انہیں خاص خیال رہتا۔ موقع ملنے پر نوجوانوں کو دین کی خدمت کی ترغیب دلاتے۔ برے کاموں سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ ایک تقریر میں خدام کو فرمایا کہ اگر آئندہ اجلاس میں میں نے خدام کو ننگے سر دیکھا تو میں ان سے خطاب نہیں کروں گا۔ چنانچہ آئندہ اجلاسوں میں خدام نے ان کی نصیحت پر لبیک کہا اور ٹوپیاں پہننے لگے۔ خدام کو بار بار یاد دلایا کرتے تھے کہ آپ لوگ اپنے مقام کو قائم رکھیں ایسا کبھی نہ ہو کہ آپ اس مقام سے نیچے گر جائیں۔

اللہ تبارک تعالےٰ محترم چوہدری صاحب کے درجات بلند کرے۔

(الفضل ۹ اگست ۱۹۵۹ء)

تعطیل

مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو عام تعطیل کی وجہ سے اس تاریخ کا پرچہ شائع نہیں ہو سکا قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمائیں

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

مہتاب راشدی اور تعلیمی معیار

مہتاب راشدی ایک نہائت باصلاحیت خاتون ہیں۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی ممبر رہی ہیں اور ثقافت سندھ (سندھیالوجی) کی ڈائریکٹر آج کل آپ جس عہدے پر فائز ہیں اسمیں سیاحت کھیلوں، نوجوانوں کے امور اور ٹیلی ویژن وغیرہ سے متعلقہ باتوں کی وہ ذمہ دار ہیں۔ آپ سے جب یہ پوچھا گیا کہ پاکستان میں گرتے ہوئے تعلیمی معیار کو کس طرح بہتر بنایا جا سکتا ہے تو آپ نے کہا کہ اس سوال کا جواب خاصا طویل ہے لیکن مختصراً یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم نے کبھی تعلیم کو اہمیت دی ہی نہیں۔ دراصل ہم نے اس کے لئے کوئی ترجیحی مقام پیدا ہی نہیں کیا۔ اگر کسی بات کو سنجیدگی سے نہ لیا جائے تو اسے نقصان پہنچنے کا امکان ہوتا ہے بلکہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اسے نقصان پہنچے گا۔ جہاں تک میرے اپنے اندازے کا تعلق ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومتوں کی پالیسیوں کے بار بار بدلنے اور ان پالیسیوں کو سیاست کے ساتھ متعلق کرنے کی وجہ سے ہماری تعلیم کا معیار گرتا رہا ہے جب کوئی نئی حکومت آتی ہے اسے کام پھر آغاز ہی سے شروع کرنا پڑا ہے اور ہم کچھ بھی نہیں کر پائے۔

دوسری بات جو میں اس سلسلے میں کہنا چاہوں گی۔ وہ یہ ہے کہ ہماری پرائمری تعلیم بہت زیادہ نقصان اٹھا رہی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شعبے میں ہمیں زیادہ بہتر اور محنت سے کام کرنے والے استاد نہیں مل رہے ہے۔ ہمیں اس شعبے کیلئے ایسے اساتذہ کی ضرورت ہے جو لگن کے ساتھ پڑھا سکیں اور جن کا مقصد صرف روپیہ حاصل کرنا نہ ہو۔ ایک اور بنیادی بات جسکی طرف میں توجہ دلانا چاہوں گی وہ یہ ہے کہ ہمیں دیانتداری کو اپنانا چاہیئے۔ صرف دیانتدار بن کر ہی ہم ترقی یافتہ دنیا کے ساتھ عقل و دانش میں مقابلہ کر سکتے ہیں اگر کوئی شخص دھوکہ دے کر ڈگری حاصل کرے تو یقین جانئے کہ عملی زندگی میں بھی وہ ہمیشہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ دوسروں کے لئے اور قوم کے لئے بدنامی کا باعث ہوگا۔ تعلیم کے متعلق یہ بات ہماری ترقی کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم مل بیٹھ کر ان باتوں پر غور کریں اور اس راستے کی تلاش کریں جو ہمیں منزل مقصود تک پہنچائے گا۔

نیلسن منڈیلا اور ان کا ایک دوست

نیلسن منڈیلا جیل سے رہا ہوئے تو ان کے اولین ملنے والوں میں ایک فوٹوگرافر پیٹر ماگوبانے بھی شامل تھے خیال تو یہ تھا کہ شائد وہ ان کی تصویریں لینے کے لئے جیل کے دروازے پر پہنچے تھے لیکن بعد میں انہوں نے بتایا کہ وہ تو صرف ان کا حال پوچھنے اور ان سے صرف یہ کہنے کے لئے وہاں گئے تھے۔ کہ آپ تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں آپ تو بالکل نہیں بدلے اور آپ کو جیل سے رہا ہونے کی مبارکباد دینے آیا ہوں۔ اس کے دو ہی دن بعد سویٹو جو منڈیلا کا اپنا گھر ہے وہاں ان چالیس سال پرانے دوستوں نے کھانا کھایا اور گپ شپ لگائی۔ گذشتہ ۳۵ سال میں فوٹوگرافر ماگوبانے جن کی عمر ۵۶ سال ہے اور جنہوں نے جنوبی افریقہ میں بہت سے اہم واقعات کی تصاویر لی ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں جب ریونیا میں منڈیلا پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ تو ماگوبانے وہاں موجود تھے۔ ۱۹۶۰ء میں بھی جب شارپ ویل میں قتل عام ہوا تھا۔ تو یہ صاحب وہاں موجود تھے۔ اگرچہ وہاں پر بہت سے لوگ مارے گئے لیکن ماگوبانے نے قریب سے کوئی تصویر نہ لی۔ جس پر ان کے ایڈیٹر نے انھیں سخت سست بھی کہا اور اس کے بعد سے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ میں کبھی جذباتی نہیں ہوں گا۔ اور ہر وہ چیز جس کی تصویر لی جانی چاہیے میں ضرور تصویر لوں گا۔ ماگوبانے کو یہ تصویریں لیتے ہوئے کئی دفعہ تشدد کا سامنا ہوا ہے۔ نسل پرستی کے قوانین اس کے آڑے آئے ہیں۔ کئی دفعہ انھیں جیل جانا پڑا ہے ایک دفعہ تو ۵۸۶ دن کی قید تنہائی برداشت کرنی پڑتی اور پھر ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۵ء تک انھیں صحافت کو خیرباد کہنا پڑا کیونکہ ملک کے قوانین اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اب انہوں نے ایک تصویر منڈیلا اور ان کے پوتے یا نواسے کی لی ہے۔ جو خاصی مقبول ہوئی ہے اور ایک تصویر جسے لوگوں نے بہت سراہا ہے وہ منڈیلا کے صرف سر کے اوپر کے حصے کی ہے۔ دراصل منڈیلا نے ان سے کہا تھا۔ کہ وہ پاسپورٹ بنوانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے انھیں ایک تصویر درکار ہے۔ چنانچہ اس کام کے لئے انہوں نے ایک پوری فلم استعمال کی اور اگلے ہی دن منڈیلا کے وکیل نے وہ فلم لے کر دھلوائی اور پاسپورٹ کے لئے درخواست دے دی۔

متحدہ جرمنی۔؟

مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی کے اتحاد کی راہیں کھل رہی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ دو جرمنیوں کا اتحاد ہوگا۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسے ایک نئی جرمنی کہنا چاہیئے کیونکہ جرمنی تو ہمیشہ ہی ٹوٹتا اور جڑتا رہا ہے۔ ۱۸۱۵ء میں نپولین کی شکست کے بعد جب یورپ کی بڑی طاقتوں نے میٹنگ کی جو کانگریس آف ویانا (VIENNA) تھی۔ وہاں پر انہوں نے ۳۹ بڑی بڑی آزاد ریاستوں کی جرمن کنفیڈریشن قائم کی۔ دراصل یہ ۳۹ ریاستیں بھی کسی وقت بے قابو ۱۸۰۰ ریاستوں میں بٹی ہوئی تھیں ۱۸۷۱ء میں جب فرنکو پرشین جنگ میں فتح ہوئی تو آٹو فان بسمارک نے قیصر ولیم اول کی سرکردگی میں ایک جرمنی کا تصور دیا۔ اور اس کی توسیع بھی شروع ہوگئی ۱۹۱۴ء میں آرچ ڈیوک فرانسس فرڈی نینڈ (آسٹریا اور ہنگری) کو سارا جیبو میں قتل کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے یورپ کی طاقتوں کا توازن بگڑ گیا۔ دراصل یہ بات اس صدی کے آغاز ہی سے نظر آ رہی تھیں چنانچہ جرمنی نے پہلی جنگ عظیم کا آغاز غیر وابستہ بلجیم پر حملہ کر کے کیا۔ ۱۹۱۹ء میں معاہدہ ورسیلز سے جنگ عظیم اول کا خاتمہ ہوا اور جرمنی کو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ وہ ۳۳ ملین امریکی ڈالر تاوان کے طور پر ادا کرے۔ یہ رقم اس کی کمر توڑنے والی اور اسے ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے والی تھی ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۳ء میں افراط زر اس حد تک پہنچ گئی کہ جرمنی کے لوگ آگ تاپنے کے لئے اپنے نوٹوں کو جلایا کرتے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں ایڈولف ہٹلر جرمنی کا چانسلر بن گیا۔ اور اس نے اپنی نسلی برتری اور بہتری اور فوج کی توسیع کی پالیسی پر عمل شروع کر دیا مقصد اس کا یہ تھا۔ کہ زندہ رہنے کے لئے جگہ چاہیئے چنانچہ آسٹریا اور چیکوسلواکیہ کو اس نے اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ ہٹلر کی اس نسلی برتری کی پالیسی کے نتیجے میں کہا جاتا ہے کہ ۶۰ لاکھ یہودی مارے گئے اور کئی لاکھ پولینڈ کے باشندے اور وہ جنہیں جپسی (خانہ بدوش) کہا جاتا ہے۔ ۱۹۳۹ء میں جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کیا اور اس طرح جنگ عظیم دوئم کا آغاز ہو گیا۔ ۱۹۴۳ء تک برطانیہ امریکہ اور روس نے اس جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ چنانچہ جب ہٹلر نے دیکھا کہ اتحادی فوجیں اس کے قریب آ رہی ہیں تو ۱۹۴۵ء میں اس نے خودکشی کر لی۔ ۱۹۴۹ء میں فیڈرل ریپبلک آف جرمنی معرض وجود میں آیا۔ یہ وہ حصہ تھا جو اتحادی فوجیوں نے قبضہ میں لیا تھا۔ اس کو مغربی جرمنی کہہ کر وہاں کی حکومت کے حوالے کر دیا گیا اور کنارڈ اڈنیار (KONARDADENAUER) وفاقی چانسلر منتخب ہو گیا۔ جہاں تک اس علاقے کا تعلق ہے جو روس کے تسلط میں تھا۔ اسے جرمن ڈیموکریٹک ریپبلک کا نام دیا گیا۔ جب مشرقی اور مغربی جرمنی کے کھچاؤ میں اضافہ ہوا اور اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ مشرقی جرمنی کے مہاجروں کو مغربی جرمنی جانے سے روکا جائے تو کمیونسٹوں نے برلن کی دیوار تعمیر کی۔ ۱۹۸۹ء میں جب مشرقی یورپ کی طاقتیں ٹوٹنا شروع ہوئیں تو مشرقی جرمنی نے مغربی جرمنی جانے کے لئے آسانیاں پیدا کرنی شروع کر دیں اور اس طرح یہ دیوار یعنی دیوار برلن گر گئی۔

نفسیاتی کانگرس

پانچ مارچ سے ۸ مارچ تک افریقی ایشیائی نفسیاتی کانگریس منعقد کی گئی سینیٹ کے چیئرمین مسٹر وسیم سجاد نے اس کا افتتاح کیا اور ۲۵ ملکوں سے زیادہ ممالک کے نمائندوں نے اس میں شرکت کی۔ ایسی نفسیاتی کانگریس جس میں افریقہ اور ایشیا کے نمائندوں نے حصہ لیا ہو پاکستان میں پہلی دفعہ منعقد کی گئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالد ہدائت بھٹی
ایم اے

بینک اور دستخط

۲

اس قسط میں ہم ان دستخطوں کے بارے میں بات کریں گے جو بنک کی طرف سے بنک کے عملے کے لوگ کرتے ہیں جہاں تک سٹائل اور دستخطوں کے سائز کا تعلق ہے جو کچھ اکاؤنٹ ہولڈرز کے دستخطوں کے بارے میں کہا گیا ہے وہ بنک کے عملے کے دستخطوں کے بارے میں بھی لاگو ہے۔ یعنی نہ تو دستخط بہت بڑے بڑے اور اونچے اونچے مناروں اور بادبانوں والے نہ بہت زیادہ الجھے ہوئے کہ سر پیر کا پتہ نہ چلے اور نہ زیادہ چھوٹے ہونے چاہئیں۔

دستخط ایسے ہونے چاہئیں جو تکلف بلکہ تکلیف کے بغیر کئے جا سکیں کیونکہ بنک کے عملے کو بعض دفعہ سینکڑوں ہی دستخط کرنا پڑتے ہیں اور تکلف سے کئے ہوئے دستخط بہت وقت لیں گے اور کام کا حرج واقع ہوگا۔ جس کی بنک میں کثرت کار کی وجہ سے ذرا بھی گنجائش نہیں ہوتی۔

ہر وہ چیز جو بنک جاری کرتا ہے اس پر مجاز افسر کے دستخط ہونے ضروری ہیں مثلاً کوئی چٹھی۔ کوئی بنک گارنٹی۔ کوئی کریڈٹ اوپیننگ کا کورنگ لیٹر وغیرہ وغیرہ اسی طرح جب تک مجاز افسر پاس نہ کرے چیک وغیرہ کی پے منٹ نہیں ہو سکتی۔ ایک چیز بہت ہی غلط چل نکلی ہے اور اس غلطی کو افسرانِ بالا خوب جانتے ہیں وہ ہے یوٹیلیٹی بلز پر بنک والوں کے دستخط۔ یعنی پانی۔ بجلی۔ گیس۔ ٹیلیفون کے بل جب کسی بھی بنک میں جمع کروائے جائیں تو کیشیئر جس کا کام صرف رقم وصول کر کے بنک کی RECEIPT STAMP لگا کر اور اپنے دستخط کر کے اپنے سے اوپر بنک کے مجاز افسر کے پاس بل کو بھیجنا ہوتا ہے تاکہ مجاز افسر اس پر دستخط کر کے رسید جاری کر سکے۔ وہ کیش وصول کر کے مہر لگا کر اپنے ہی چھوٹے دستخطوں INITIALS کے ساتھ اسی وقت رقم جمع کروانے والے شخص کو رسید جاری کر دیتا ہے یہ غلط طریق ہے۔ بنک کا کیشیئر رسید پر دستخط کر کے اس کو جاری کرنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا چہ جائیکہ وہ صرف INITIALS کر کے اسے جاری کر دے لیکن یہ غلط روش چل نکلی ہے اور چل رہی ہے بنک اتھارٹیز نے ہر گریڈ کے افسران کو مختلف قسم کے اختیارات دستخط کرنے کے دے رکھے ہوتے ہیں۔ مثلاً برانچوں میں چیک پاس کرنے کے اختیارات افسرانِ متعلقہ کو ان کے گریڈ کے مطابق ہوتے ہیں۔ پھر ایک خاص رقم سے بڑے چیک دو افسر پاس کرتے ہیں ان دونوں کے دستخط ہونے لازمی ہوتے ہیں یہ تو اکاؤنٹ ہولڈرز کے چیکوں وغیرہ کی پے منٹ کی بات ہوئی۔ بنک کے اپنے انکم اور خرچے کے حسابات ہوتے ہیں ان حسابات میں جیسے ڈسکاؤنٹ۔ ایکسچینج منافع کے حسابات ہیں۔ جمع کے واؤچروں پر تو کوئی بھی افسر دستخط کر سکتا ہے۔ لیکن بنک کے اپنے خرچے اور انکم کے حسابات کو کوئی بھی آفیسر سوائے مینجر کے DEBIT نہیں کر سکتا یعنی اس میں سے کوئی رقم دوسرا کوئی شخص نکال نہیں سکتا۔ اسی طرح بنک کے تمام معاہدات یا اگریمینٹ وغیرہ جیسے قرضے کی دستاویزات ہوتی ہیں ان پر بنک کی جانب سے برانچ مینجر دستخط کرتا ہے۔

اکاؤنٹ ہولڈرز کے نمونے کے دستخط بنک میں SIGNATURE CABINETS میں مقفل ہوتے ہیں اور صرف مجاز افسر کی تحویل میں دیئے جاتے ہیں جو چیکوں پر دستخطوں کو ان ریکارڈ کئے ہوئے دستخطوں سے ملانے کے بعد تسلی کر لیتا ہے کہ دستخط واقعی متعلقہ اکاؤنٹ ہولڈر کے ہیں اور پھر چیک وغیرہ کی پے منٹ کے لئے چیک پاس کر دیتا ہے۔ چیک پر PAY CASH کی مہر لگا کر دستخط کر دینے کو چیک پاس کرنا کہتے ہیں۔ بنک ایک شہر سے دوسرے کسی شہر میں اپنی برانچ پر ڈرافٹ وغیرہ جاری کرتے رہتے ہیں۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ جاری کرنے والی برانچ کے مینجر کے دستخط صحیح ہیں یا نہیں متعلقہ برانچ مینجر کے دستخط SIGNATURE BOOK میں درج دستخطوں کے ساتھ ملائے جاتے ہیں۔ SIGNATURE BOOK میں بنک کے تمام افسران کے دستخط ہوتے ہیں خواہ وہ ہیڈ آفس میں ہوں یا زونل دفاتر میں ہوں یا برانچوں میں ہوں۔ ہر آفیسر کو اس کے دستخط کا سیریل نمبر الاٹ ہوتا ہے اور وہ تمام ڈرافٹ وغیرہ جاری کرتے وقت اپنے دستخطوں کے ساتھ اپنا سیریل نمبر بھی لکھے گا۔ جس برانچ کو یہ ڈرافٹ پے منٹ کرنا ہوگا وہاں SIGNATURE BOOK سے اس نمبر کے آگے دیئے ہوئے دستخطوں سے جاری کرنے والے دستخط ملائے جائیں گے اور درست ہونے کی صورت میں ہی پے منٹ کی جائے گی۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا تھا بنک کا سارا کاروبار دستخطوں کی بنیاد پر ہی چلتا ہے عام طور پر ہیڈ آفس اور دوسرے کنٹرولنگ آفسز سے جاری ہونے والے مراسلات۔ سرکلرز وغیرہ اس کثرت سے روزانہ برانچوں میں آتے ہیں اور برانچوں سے ان دفاتر کو جاتے ہیں کہ۔ دستخط کرنے والے افسران کے دستخط زبانی یاد ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض اکاؤنٹ ہولڈرز جیسے سرکاری محکمے یا واپڈا وغیرہ ہوتے ہیں ان کے چیک روزانہ بھاری تعداد میں بنک میں پے منٹ کیلئے آتے ہیں ان کے دستخط بھی عام طور پر زبانی یاد ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی احتیاطاً خاص طور پر بڑی رقم کے چیکوں پر دستخط ریکارڈ کئے ہوئے دستخطوں کے ساتھ پے منٹ سے قبل ضرور ملا لئے جاتے ہیں۔

دوسرے ملکوں اور دوسرے شہروں میں جہاں بنک کی اپنی برانچ نہ ہو وہاں کے بنکوں کے ساتھ ایجنسی ارینجمنٹ کر لئے جاتے ہیں اور پھر ان ملکوں میں متعلقہ بنک کی برانچوں پر بھی ڈرافٹ وغیرہ جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ ایسے ملکوں میں متعلقہ بنکوں کو اپنے مجاز افسران کے دستخطوں کے نمونے والی کتاب SIGNATURE BOOK بھیج دی جاتی ہے اور وہ ڈرافٹ وغیرہ پر دستخط کنندہ کے دستخطوں کی تسلی کر لینے کے بعد ہی پے منٹ کرتے ہیں۔

چونکہ چیک یا بنک ڈرافٹ یا بنک پے منٹ آرڈر وغیرہ بہت ہی اہم قانونی دستاویز ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کے مندرجات ہمیشہ ہی پڑھے جانے کے قابل ہوں۔ اگر برانچ مینجر یا پاس کرنے والے مجاز افسر ان کو پاس کرتے وقت نیلی یا کالی سیاہی استعمال کر کے دستخط کرے تو چیک یا ڈرافٹ کے مندرجات میں سے بہت کچھ اس کے دستخطوں کے نیچے آ جائیگا جو بعد میں پڑھا نہیں جا سکے گا۔ اس لئے تمام پاسنگ افسران ہمیشہ ہی چیک وغیرہ پاس کرتے وقت اپنے دستخط سرخ سیاہی سے کرتے ہیں۔ جس سے چیکوں وغیرہ کے اصل مندرجات پڑھنے میں دقت نہیں ہوتی۔

العرض دستخط خواہ اکاؤنٹ ہولڈر یعنی بنک کے کسٹمر کے ہوں یا بنک کے عملے میں سے کسی کے ہوں ان میں ہمیشہ یکسانیت۔ مطابقت اور مماثلت پائی جانی ضروری ہے۔ جو بھی سٹائل اختیار کیا جائے اس کی شروع میں ہی پریکٹس کر لی جائے۔ تو کسی قسم کی کوئی الجھن اور پریشانی نہیں ہوتی اور پھر دستخط خود بخود بغیر سوچے سمجھے ایک ہی سٹائل اور ایک ہی فلو کے مطابق ہوتے جاتے ہیں کسی تکلف کی ضرورت نہیں رہتی مسٹر آسبرن اپنی کتاب

QUESTIONED DOCUMENTS

کے صفحہ ۲۶۴ پر لکھتے ہیں۔

ANYTHING OF ANY KIND ABOUT A WRITING THAT INDICATES THAT THE WRITER WAS NOT THINKING ABOUT THE WRITING ITSELF IS EVIDENCE OF GENUINE NESS...

یعنی جب یہ ثابت ہو جائے کہ تحریر (مضمون تحریر نہیں) کرتے وقت لکھنے والا شخص طرز تحریر سوچ سوچ کر اختیار نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنے تحت الشعور کی رہنمائی میں تحریر خود بخود بغیر سوچے سمجھے لکھی گئی ہے تو یہی ثبوت ہے اس تحریر کے اصلی ہونے کا۔ آگے چل کر مسٹر آسبرن لکھتے ہیں کہ یہ اس لئے ہے کیونکہ فراڈ کرنے والا شخص سوچ سوچ کر نہایت احتیاط سے یکسانیت پیدا کرنے کے لئے تحریر کی نقل اتارے گا۔ قارئین کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ تکلف سے لکھی ہوئی اور تحت الشعور بلکہ لاشعوری میں کی گئی تحریر میں نمایاں فرق ہوتا ہے جو ایک سمجھدار شخص خاص طور پر بنکر کیلئے معلوم کر لینا مشکل نہیں ہوتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

بہت عورتیں سمجھتی ہوں گی کہ ہمیں خدا کا علم ہے۔ مگر نہیں۔ وہ خدا کو نہیں جانتیں اگر جانتیں تو اس پر پورا پورا ایمان ہوتا۔ نہ جاننے کے سبب سے ہی عورتیں جھٹ ہر کام اور ہر انجام پر تقدیر کو لے بیٹھتی ہیں یہ ثبوت ہے خدا کا علم نہ ہونے کا۔ اور اس کی صفات سے بے خبری کا۔ یاد رکھو یہ تمہارا تقدیر کا مسئلہ غلط ہے۔ اپنی کوتاہیوں کے صلہ میں جو بد انجامیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کا نام تم تقدیر رکھ کر تم خدا تعالیٰ پر الزام رکھتی ہو۔ یہ نہیں خیال کرتیں کہ خدا جو اتنا بڑا زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ اس کو کیا ضرورت ہے کہ تم میں سے کسی کو دکھ دے۔ کسی کو سکھ کسی کو رلائے کسی کو ہنسائے۔ اس کا اس میں کیا فائدہ ہے۔ کیا کوئی ماں پسند کرتی ہے۔ کہ ایک بیٹا جئے ایک مر جائے۔ ایک اندھا ہو۔ ایک سجا کھا۔ ایک بیمار ہو ایک تندرست۔ یہ جاہلانہ خیال ہے ہماری قوم کی بہت سی تباہی یہی تقدیر کا مسئلہ ہے۔ اسی مسئلے کے طفیل ہماری کوششیں ضائع ہو گئیں۔ ہماری محنتیں برباد ہو گئیں۔ اور ہماری تمام سرگرمیاں بے ثمر رہ گئیں۔ تم خوب یاد رکھو کہ یہ تقدیر کا مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قانون بنائے ہیں۔ جو ان پر سیدھے چلے انہوں نے کامیابی پائی جو الٹے چلے وہ ناکام رہ گئے۔ مثلاً یہی جلسہ ہے جس میں کئی پیچھے بیٹھی ہیں کئی آگے۔ لیکن کیا اس طرح ان کو خدا نے بٹھلایا ہے۔ مانا کہ منتظمات کا بھی ایک حد تک اس میں دخل ہوگا۔ مگر پھر بھی پہلے اور پیچھے کا فرق ضرور ہے۔ پہلے آنے والی کو اچھی اور قریب جگہ مل گئی۔ پیچھے آنے والی کو دور۔ اس میں تقدیر کا کیا دخل۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک دفعہ طاعون کے موقعے پر لوگوں نے کہا کہ یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ کی بھی یہی رائے تھی۔ مگر آج کل کے مسئلے کے مطابق اس وقت بھی چند لوگ ایسے تھے جنہوں نے اختلاف کیا۔ اور اسی تقدیر کو پیش کر کے کہا کہ افرون من قدر اللہ یعنی کیا تم تقدیر سے بھاگتے ہو مگر اس کا جواب حضرت عمرؓ نے کیا ہی لطیف دیا فرمایا افرّو من قدر اللہ الیٰ قدر اللہ۔ سوچو کہ اگر یہ تقدیر ہے۔ کہ ایک کیڑے کے کاٹنے سے آدمی بیمار ہو تو یہ بھی تو تقدیر ہے۔ کہ ڈاکٹر دوائی دے اور وہ اچھا ہو جائے۔ تم ایک تقدیر پر ایمان لاتی ہو اور دوسری پر نہیں۔ تمہاری مثال اس میراثی کی سی ہے جو نکھٹو تھا۔ بیوی معاش کے لئے مجبور کرتی تھی۔ اور وہ عذر کرتا تھا کہ کوئی کام ہی نہیں ملتا۔ آخر ایک دفعہ فوج میں بھرتی ہوتی۔ بیوی نے کہا کہ تو اس میں ہی شامل ہو جا۔ کہنے لگا شائد تو میری موت کی خواہش مند ہے۔ کیونکہ بھرتی جنگ کے لئے ہے۔ اور جنگ میں موت ہی ہے۔ بیوی نے اس کو سبق دینے کے لئے چکی میں دانے پیسے جن میں کچھ ثابت رہے کچھ پس گئے اور خاوند سے کہا کہ دیکھ سارے ہی دانے چکی میں پس نہیں جاتے۔ ثابت بھی تو رہتے ہیں پس تو نے کیونکر کہا کہ جنگ میں سب کی موت ہی ہے۔ وہ کہنے لگا تو مجھے پسے ہوئے دانے میں شمار کر۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ بچہ ماں کی پھٹکار سے بیمار ہوا یا ماں کی بد دعا سے مرا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے متعلق نہایت بے باکی اور بے خوفی سے کہہ دیتی ہو۔ کہ یہ ظلم خدا کی تقدیر ہے۔ تم خدا کو مالک خیال کرتی ہو۔ تو ساتھ رحیم بھی خیال کرو۔ ظالم کیوں خیال کرتی ہو۔ خدا کا کیا فائدہ ہے کہ تمہارے بچے کو بیمار کرے۔ تم نے اس کو ننگا رکھا۔ تم نے بے احتیاطی کی۔ تم نے بد پرہیزی کی۔ وہ نمونیا میں مبتلا ہو گیا۔ اب تم خدا پر الزام رکھتی ہو اپنی غفلت نہیں کہتیں۔ تمہارا بچہ جاہل رہا اس لئے کہ تم نے اسے پڑھنے کا شوق نہ دلایا۔ اس کی تادیب نہ کی۔ اس کو آوارگی سے نہ بچایا۔

مگر اپنے اس قصور پر اب تقدیر کا حوالہ دیتی ہو۔ بھلا کب خدا کے فرشتوں نے تمہارے بچے کو جاہل رہنے کی ترغیب دی۔ کب انہوں نے تمہارے بچے کی کتابیں چھین لیں کب اس کے سکول کے راستے کو روکا۔ یہی وہ تقدیر کا مسئلہ ہے کہ جس پر ایمان لا کر ہمارا ملک خدا کے فضلوں سے محروم ہو گیا۔ دیکھو اسی ملک کے انگریز بچے تندرست اور تمہارے بیمار اس میں انگریز تعلیم یافتہ اور تم جاہل۔ انگریز آسودہ حال تم فلاکت زدہ وہ عالی مرتبہ اور بشاش۔ تم سراپا نکبت اور غمگین اس کی وجہ یہ نہیں کہ تقدیر کی ان سے دوستی اور تم سے دشمنی ہے۔ بلکہ وجہ محض یہ ہے کہ انہوں نے قانون قدرت کے مطابق کام کیا۔ یا یوں کہو کہ دنیا کی مشینری کا صحیح استعمال کیا اور فائدہ اٹھایا مگر تم نے نافرمانی اور خلاف قاعدگی سے نقصان پایا۔ جب بچہ بیمار ہو جاتا ہے تمہاری غفلت کی وجہ سے۔ تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے۔ تمہاری جہالت کی وجہ سے تو تم اس کو تقدیر سے وابستہ کرتی ہو۔ اپنی غلطی کو نہیں مانتی اور نہ اپنی اصلاح کی کوشش کرتی ہو۔ خود تربیت کا خیال نہیں رکھتیں مگر جب وہ خراب اور اوباش ہو جاتا ہے۔ تو کہتی ہو کہ جی تقدیر یاد رکھو یہ تمام باتیں غفلت اور قانون شکنی کی ہیں۔ خدا نے قانون بنائے ہیں۔ ان پر چلنے والے کامیاب ہوں گے۔ خلاف ورزی کرنے والے تباہ۔ پس میں پھر کہتا ہوں اس تقدیر کی آڑ میں خدا پر الزام نہ رکھو (اس نے آدم کو تمام نام سکھا دیئے) کا یہی مطلب ہے کہ خدا کا علم یعنی اس کی صفات سے واقفیت۔ تم خدا کی فرستادہ جماعت کا حصہ ہو۔ تم کو اس کی ذات کا علم ہونا ضروری ہے۔ تم تقدیر کو چھوڑو۔ تقدیر خدا کے ساتھ اچھے موقعوں پر منسوب کرو۔ جانو کہ وہ قادر ہے، وہ رحیم ہے، وہ کریم ہے، وہ رحمان ہے، وہ عقدہ کشا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس مسئلہ تقدیر کو کیسی لطیف شان دی ہے فرماتے ہیں۔ بیمار میں پڑتا ہوں شفا خدا دیتا ہے۔ جاہل میں رہتا ہوں علم خدا دیتا ہے غفلت میں کرتا ہوں۔ ہوش میں وہ لاتا ہے۔ پس تم بھی ظالمانہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرو۔ اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں کو دور کرو۔ اس کے بنائے ہوئے قوانین کو صحیح طریق سے عمل میں لاؤ۔ تا یہ ادبار تم سے دور ہو اور یہ بات یاد رکھو کہ آئندہ ہماری جماعت میں یہ مسئلہ نہ اٹھے۔

محفوظ زچگی پر سیمینار

محفوظ زچگی کے موضوع پر جنوبی ایشیائی علاقائی کانفرنس لاہور میں ۲۴ تاریخ کو شروع ہو گی اس کا افتتاح سینیئر وزیر بیگم بھٹو کریں گی اس سے پہلے اس موضوع پر انٹرنیشنل سیف مدرہڈ کانفرنس۔ (INTERNATIONAL SAFE MOTH-ER HOOD CONFERENCE)

۱۹۸۷ء میں نیروبی میں ہوئی تھی۔ جہاں عالمی بینک کے صدر مسٹر کونے بل نے کہا تھا۔ "ہم یہاں اسلئے جمع نہیں ہوئے کہ ایک مسئلے کی نشاندہی کریں بلکہ ہم یہاں اسلئے جمع ہوئے ہیں کہ اس مسئلے پر حملہ کریں اور زندگیوں کو بچائیں اور زندگیوں کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ اسی کانفرنس کے تسلسل میں یہ لاہور والی کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر یہ دیکھا جائے گا کہ اس زچگی کے مسئلے کے ساتھ دیگر کون سے ضمنی مسائل سامنے آتے ہیں اور اس سلسلے میں سماجی، ثقافتی، اقتصادی اور طبی زاویوں سے اس مسئلے پر غور کیا جائے گا۔ زیادہ تر تو جنوبی ایشیا کے علاقے کی عورتیں ہی زیر بحث آئیں گی۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ یہاں کے مطالعاتی تجزیئے کسی نہ کسی رنگ میں ساری دنیا کیلئے مفید ثابت ہونگے۔

سری لنکا کو چھوڑ کر باقی اس سارے

باقی صہ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد لقمان شائق

ایک جذبہ ایک شوق

جس سائیکل سفر کے بارے میں یہ کہانی تحریر کی جارہی ہے ۔ وہ ربوہ سے راولپنڈی کا ہے ۔ جو ۲۴۔ فروری کی صبح شروع ہوا اور ۲۹ کو رات ۱۰ بجے ختم ہوا صورت احوال یوں ہے ۔ ۲۳ تاریخ کو دارالشکر کی بیت الذکر میں ۷ خدام موجود تھے ۔ جنہوں نے صبح کو سائیکل سفر پر روانہ ہونا تھا جس کیلئے پہلے سے اجازت لے لی گئی تھی ۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ رات ۱۲ بجے ہی بارش شروع ہوگئی جو کہ صبح تک وقفہ وقفہ سے جاری رہی ۔ چنانچہ درمیانی وقفہ یعنی ۵ بجے صبح ۷ خدام نفل ادا کر کے سائیکل سفر پر روانہ ہوئے ۔ جن کو زعیم محلہ نے دعا کے ساتھ رخصت کیا ۔ بادل بدستور چھائے ہوئے تھے سردی کی شدت تھی لیکن یہ نوجوان عام نوجوان نہیں تھے یہ جماعت احمدیہ کے فرزند تھے ۔ ان کے پاس بھی آسائش تھی کہ یہ بس یا ٹرین سے سیر کیلئے جاسکتے ۔ لیکن ہماری جماعت کی یہ خواہش ہے کہ اُس کے نوجوان محنت کے عادی ہوں مشکلات کے عادی ہوں ۔ یہ سفر بھی اسی نظریہ پر قائم تھا ۔ بہر حال سفر جاری تھا ۔ سائیکلیں ایک قطار میں امیر قافلہ کی ہدایت پر چل رہی تھیں ۔ اور صبح کی نماز کا وقت ہوگیا ۔ ایک صاف جگہ کا انتخاب کر کے نماز باجماعت ادا کی گئی ۔ اور سفر شروع ہوا ۔ آپس میں ہنستے ہنساتے سائیکلیں چلاتے ہوئے نوجوان آگے کی طرف رواں دواں تھے ۔ اور دن کا اجالا شروع ہوا ۔ ناشتے کا ٹائم ہوا اور ایک ہوٹل پر ناشتہ کیا گیا ۔ سفر پھر جاری ہوا اور اُس کے ساتھ ہی بارش بھی جو کہ کبھی انتہائی شدت اختیار کر جاتی اور کبھی ہلکی پڑ جاتی اور اگر رکتی تو بادِ مخالف چل پڑتی اور یہ سلسلہ جہلم تک جاری رہا لیکن ۷ نوجوان مسلسل آگے کی طرف بڑھ رہے تھے ۔ دوپہر کے کھانے کا ٹائم ہوا ۔ کھانا کھا کر سفر دوبارہ جاری ہوا ۔ اور اسی طرح کے موسم میں ہم ۹.۳۰ پر جہلم پہنچ گئے جہلم کی جماعت نہایت ہی مہمان نواز ثابت ہوئی ۔ امیر صاحب ضلع مکرم ضیاالحق سیٹھی صاحب اور سیکرٹری ضیافت مکرم سید فریاد احمد صاحب نے ہمارے بستر خود بچھائے اور کھانے کا نہایت اچھا انتظام کیا ۔ وہاں پیر مربی صاحب نے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا وہ ہمیں ہمیشہ یاد رہے گا ۔ ہم نے ان کے کمروں میں جانے سے جب ہچکچاہٹ محسوس کی جو صرف اس لئے تھی کہ ہمارے کپڑے اور جوتے کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے ۔ تو اُنہوں نے کہا کہ یہ مٹی متبرک ہے ایسے ہی اندر آجائیں ۔ اور ہمیں اندر اپنے صاف بستر پر بٹھایا ۔ دل میں یہ احساس اجاگر ہوا کہ جس مٹی میں ہم رہتے ہیں یعنی ربوہ کی مٹی اُس کے رہنے والے باہر جاکر اُس کے بغیر کتنے بے چین ہوتے ہیں ۔ رات وہاں گذار کر ہم راولپنڈی کی جانب روانہ ہوئے جہاں دشوار گذار راستوں سے ہو کر جانا پڑتا تھا کبھی طویل اونچائی پر ٹرک پہنچ جاتی اور کبھی گہری کھائیوں میں ۔ صبح آٹھ بجے جہلم سے چل کر ہم ۶ بجے راولپنڈی پہنچ گئے ۔ جہاں دو دن قیام کیا ۔ ۲۸ تاریخ کو دوبارہ واپسی ہوئی رات دوبارہ جہلم گذاری اور صبح ربوہ کی طرف روانگی ہوئی ۔ رات ۱۰ بجے خدا کے فضل سے بخیر و عافیت ربوہ پہنچ گئے ۔ سارے ٹور میں نماز باجماعت کا التزام رہا ۔

"شریک قافلہ"

عزیز احمد ، خالد نذیر ، مبارک احمد ، حلیم احمد ، صفدر احمد ، لئیق احمد اور محمد لقمان شائق ۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

اس سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لیے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا ۔ معین تاریخ کا اعلان جلد کر دیا جائے گا ۔

جماعت کے ایسے ذہین ۔ ہونہار دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان جو اس سال میٹرک ایف اے اور بی اے کا امتحان دے رہے ہیں اور وہ زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی خواہش رکھتے ہوں وہ امتحان کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی سے مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے درخواست وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال فرمائیں ۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

اعلانات

ختمِ قرآن

عزیزہ سدرہ نورین بنت ملک محمد یوسف صاحب دارالرحمت وسطی نمبر ۲ نے ساڑھے پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا ہے ۔ عزیزہ سدرہ نورین حافظ ملک احمد صاحب (نتھوکہ) کی پوتی ہیں ۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ سدرہ کو نورِ قرآن سے منور فرمائے اور بہت برکتوں سے نوازے ۔

عزیزہ سدرہ نورین کی والدہ صاحبہ نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے پچیس روپے ارسال کئے ہیں ۔

تبدیلی نام

خاکسار کی لڑکی عزیزہ عائشہ شاہدہ کا نام آئندہ سے عائشہ الٰہی رکھا گیا ہے اب اسی نام سے اسے پکارا جائے ۔

(محمد صدیق شاہد والد عائشہ الٰہی کوارٹر تحریک جدید ۔ ربوہ)

اعلان گمشدگی

ایک لڑکا عنایت اللہ میمن عمر ۲۰ سال آف محلہ عقور آباد لاڑکانہ عرصہ ۳ سال سے گھر سے غائب ہے ۔ اس کے والد صاحب اس کی گمشدگی سے سخت پریشان ہیں

اگر کسی دوست کو ان کے بارہ میں علم ہو تو براہِ مہربانی نظارت امور عامہ میں اطلاع دیں ۔ (ناظر امور عامہ)

بقیہ : ص ۶ سے آگے

علاقے کی عورتیں عام طور پر چھ بچوں کی ماں بنتی ہیں اور آٹھ یا نو دفعہ یہ موقعہ پیدا ہوتا ہے ۔ جہاں تک زچگی کے دوران وفات کا تعلق ہے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۸ میں سے ایک عورت زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے ۔ جسکی عام طور پر وجہ صحیح خوراک نہ ملنا ۔ پوری طرح ایسے معاملات سے آگاہی کا نہ ہونا اور صحت کا خیال رکھنے والے عملے کی عدم موجودگی ہوتا ہے ۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اس معاملے کے متعلق گھروں میں کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوتی ۔ عام طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام پہنچانے میں بھی دقت ہوتی ہے ۔ اور رسل و رسائل بھی پیچیدگیاں پیدا کرتے ہیں ۔ ویسے تو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ عورت پوری طرح آزاد نہیں اسلئے عدم اعتماد بھی اسکی راہ میں روڑا بن جاتا ہے ۔ یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے اور اسے ناقابل برداشت ہی سمجھنا چاہیئے کہ ہزاروں ہزار عورتیں اس تکلیف دہ موت کے منہ میں جاتی ہیں ۔ بعض اوقات ان کی تنہائی آڑے آتی ہے اور زندگی دینے کے عمل میں اپنی زندگی کھو بیٹھتی ہیں اور ہم اس مسئلے کا کوئی حل سوچ نہیں پاتے ۔ اس ترقی کے زمانے میں زچگی کی حالت میں عورتوں کی ہلاکت نہایت تکلیف دہ بات ہے ۔

ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ جو خاندانی منصوبہ بندی ایسوسی ایشن پاکستان کی چیئرمین ہیں نے اس بات پر خاص طور پر افسوس کا اظہار کیا ہے ۔ یہ کانفرنس دراصل انہیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے اگرچہ حکومت بھی ان کا ساتھ دے رہی ہے کہا جاسکتا ہے کہ اس کانفرنس کے موقع پر زچگی کی حالت میں عورتوں کی وفات پر خاص طور پر غور کیا جائے گا ۔ اسے چار مختلف موضوعات میں تقسیم کر کے مقالے پڑھے جائیں گے یا زبانی تقریریں کی جائیں گی ۔ اور آڈیو ویڈیو شو اور فلمیں بھی دکھائی جائیں گی چار موضوع یہ ہیں ۔

۱۔ زچگی کی حالت میں موت کی اصل وجوہات

۲۔ حمل اور بچے کی پیدائش

۳۔ زچہ کی دیکھ بھال ۔ اور

۴۔ فنڈز کی فراہمی

ایک ایک موضوع پر پانچ پانچ ، چھ چھ افراد مل بیٹھ کر غور کریں گے اور مقالے پیش کئے جائیں گے ۔ آئی پی پی ایف کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر ہیلر جو اس کانفرنس کے سپانسر ہیں ، وہ محفوظ زچگی کے اوپر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ۔ اس کے بعد دوسری ایجنسیاں بھی اس میں باری باری حصہ لیں گی ۔ یو ۔ این ۔ ایف ۔ پی ۔ اے ۔ کی ڈاکٹر نفیس صادق ، پاپولیشن کونسل کے ڈاکٹر ڈونالڈسن ، ورلڈ بینک کے مسٹر فرڈ سائی اور یونیسف کے ڈاکٹر عطا پتو اور ڈاکٹر یوکو ۔

حبوبِ مفیدِ اٹھرا

HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA

۲۰ گرام ۔۔۔ ۱۵/- روپے

۶۰ گرام ۔۔۔ ۴۵/- روپے

NASIR ناصر

ناصِر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یتامیٰ کمیٹی کی طرف سے ضروری اعلان

حضور انور کی منظوری سے یکصد یتامیٰ کو کفالت میں لئے جانے کی سکیم کے بارے میں احباب جماعت کی اطلاع کے لئے ضروری امور پیش ہیں:۔

(۱) یتامیٰ کے لئے کوائف فارم تمام امراء جماعت کی خدمت میں ارسال کئے جا چکے ہیں۔ ایسے مستحق یتامیٰ جنہیں کفالت میں دیا جانا مقصود ہو ان کے کوائف فارم پُر کروا کر صدر اور امیر جماعت کی تصدیق اور سفارش کے ساتھ بھجوائے جائیں۔

(۲) اسی طرح یتامیٰ کی کفالت کرنے والے دردمند احباب کے لئے بھی کوائف فارم تمام امراء جماعت کو ارسال کئے جا چکے ہیں۔ ایسے دردمند مخیّر دوستوں سے جو یتامیٰ کی کفالت کے خواہشمند ہوں کوائف فارم پُر کر کے نظام جماعت کی سفارش کے ساتھ بھجوائے جانے کی درخواست ہے۔

(۳) جو دوست کسی یتیم کو اپنے پاس رکھنے کی بجائے اس کی پرورش کیلئے صرف وظیفہ دینے کے خواہشمند ہوں وہ اسی فارم پر بطورِ خاص اس کا ذکر فرما دیں۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی
دارالضیافت ربوہ ضلع جھنگ

تعلیم القرآن ایک احمدی کا فرض

سیّدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

"ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے آپ کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ آپ اپنی اولاد کو پہلے قرآن ناظرہ پڑھائیں اور پھر اس کا ترجمہ سکھائیں اور پھر ان کے لیے ایسا ماحول پیدا کریں کہ قرآن کریم کی محبت اور عشق ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔" (خطبہ جمعہ۔ الفضل ۳ فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۵)

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی ربوہ)

ضرورت خانساماں و نرس

○ ایک ضعیف مریضہ کے لئے فل ٹائم ڈبل شفٹ ڈیوٹی کوالیفائیڈ نرسوں کی فوری ضرورت ہے۔ پُرکشش معاوضہ کے علاوہ رہائش / سواری کی سہولت میسّر ہے۔

○ ایک مختصر گھرانہ کیلئے مرد / خاتون خانساماں کی ضرورت ہے۔ صدر صاحب حلقہ کی تصدیق و سفارش کے ساتھ بالمشافہ ملیں۔

مسز مصباح طارق
C/5 شعلے ریسٹورنٹ
E-110 مین بلیوارڈ ڈیفنس سوسائٹی
لاہور کینٹ
فون نمبر ـــــ ۳۸۰۲۰۷

موسم گرما کیلئے۔ ریڈی میڈ ملبوسات کا مرکز زنانہ و بچگانہ سوٹ نئی سے نئی ورائٹی میں دستیاب ہیں

آپ کا اپنا
شاہد شاپنگ سنٹر

افضل مارکیٹ گولبازار، ربوہ بالمقابل سب تحصیل، ربوہ
دکان گلی کے اندر ہے

۱۹۱۱ء میں سب سے پہلے
حبّ اطہراء کو متعارف کرانے والا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
• گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ • ربوہ فون ۹۶
• قلعہ کالروالہ • ملتان • کراچی

خبریں

مُلکی خبریں

○ لاہور میں روزنامہ جنگ کے دفتر پر طالب علم تنظیم مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے مسلح افراد نے حملہ کر دیا۔ ان افراد نے اندھا دھند فائرنگ کی اور چھپے ہوئے ایک لاکھ اخبار نذرِ آتش کر دیئے۔ حملہ آوروں نے سیکورٹی گارڈز کو زدوکوب کیا۔ بلڈنگ اور پریس کو جلانے کی کوشش کی۔ اور دھمکی دی کہ عملہ کا کوئی فرد زندہ بچ کر نہیں جائے گا۔ مظاہرین نواز شریف زندہ باد اور مسلم لیگ زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ واضح رہے کہ چند دن سے وزیر اعلیٰ نواز شریف کے حامی یہ الزامات لگا رہے تھے کہ جنگ اخبار وزیر اعلیٰ نواز شریف کے خلاف خبریں شائع کر رہا ہے اور پیپلز پارٹی کا حامی بن گیا ہے۔ جنگ پر حملے کے سلسلے میں اخبارات کے مالکان کی تنظیم اے پی این ایس اور ایڈیٹروں کی تنظیم سی پی این ای نے ایک روزہ علامتی ہڑتال کی سفارش کی ہے اور اسے آزادئ صحافت پر سنگین حملہ قرار دیا ہے۔ دونوں تنظیموں نے کہا ہے کہ اگر حملہ آوروں کا محاسبہ نہ کیا گیا تو ایک ہفتہ تک تمام اخبارات میں وزیر اعلیٰ کی کوئی خبر نہ دینے کے انتہائی اقدام کی سفارش کیجائے گی۔

○ وزیرِ اعلیٰ نواز شریف نے الزام عائد کیا ہے کہ وزیرِ اعظم نے جن دہشت گردوں کو معافی دی ہے وہی پنجاب میں خون بہا رہے ہیں۔

○ وزیرِ اعظم بے نظیر نے کہا ہے کہ میری کابینہ میں فاختائیں زیادہ ہیں اور باز کم۔ کبھی کبھی مجھے بازوں کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ سیاسی محاذ آرائی دشمنی اور انتقام ختم ہونے کا امکان نہیں ہے۔

غیر مُلکی خبریں

○ بنگلہ دیش کے وزیرِ خزانہ مستعفی ہو گئے ہیں اُنہوں نے اپنے استعفے کی وجہ نہیں بتائی تاہم کہا جاتا ہے کہ وہ حکومت کی اقتصادی حکمتِ عملی کے کھلم کھلا مخالف تھے اور اس پر اعتراض کرتے رہتے تھے۔

○ روسی صدر گورباچوف نے لتھوانیہ کی حکومت کے اعلان آزادی کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے اور اسے تین روز کا الٹی میٹم دیا ہے۔ تاہم اُنہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اگر ان کے الٹی میٹم پر عمل نہ کیا گیا تو وہ کیا کارروائی کرنے والے ہیں۔ لتھوانیہ کی حکومت نے اس فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک غیر ملکی طاقت کا فیصلہ ہے جو آزاد جمہوریہ لتھوانیہ پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

فوری ضرورت

اسلام آباد کے لئے ایک سائیکل کے تجربہ کار کاریگر کی ضرورت ہے۔ کھانے اور سنگل رہائش کے علاوہ معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ اسلام آباد اور راولپنڈی کے احباب کو ترجیح دی جائے گی۔ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

مینجر دواخانہ حکیم نظام جان اقصیٰ چوک کالج روڈ ربوہ

پتہ

گیس ٹربل کیلئے جب تمام ہاضم چورن بے اثر ہو جائیں تو
ہاضمون رجسٹرڈ
صرف ایک خوراک آزمائیں
نصرت دواخانہ کمیٹی مارکیٹ ربوہ